

لطیفہ ۴۹

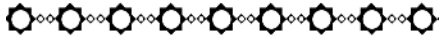
امامت کی معرفت، تولّٰ اور تبرّٰ کی وضاحت اور ترکِ تعلقات
نیز تعلقات اور موانع کا بیان

قال الاشرفؒ:

الامام هو المهتدى الذى يقتدى بهم سید اشرف جہاں گیر نے فرمایا، امام وہ ہے جو ہدایت یافتہ ہو۔
المريدون بحصول المقاصد والمجاهد۔ مریدین مقصود حاصل کرنے کے لیے اس کی پیروی کریں اور
مجاہدین اللہ کے راستے میں اس کی اقتدا کریں۔

از روئے لغت الامام والہدایہ اور رئیس و پیشوا کے ایک ہی معنی ہیں۔ قال الاشرف، الامام یکون نایبا للنبی
والولی علی سبیل المعین معینا متصلا الی جناب رسول اللہ وهو یكون متابعا لهما بالقول والفعل یعنی
حضرت اشرفؐ نے فرمایا، امام نبی کا نائب ہوتا ہے۔ ولی راستے کا مددگار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے متصل
ہوتا ہے۔ اپنے قول و فعل میں نبی کا تابع دار ہوتا ہے۔ خلفا مسلمانوں کے پیشوا ہوتے ہیں جو انھیں دور کے راستے سے قرب
کی خلوت کی طرف بلا تے ہیں۔

امامت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک وہ امام جو دنیا اور آخرت کے معاملات کا دانا اور اُن میں تمیز کرتا ہے، لوگوں کے
صلاح و فساد سے واقف اور صاحبِ کشف ہوتا ہے اور اُسے مرتبہ ولایت حاصل ہوتا ہے، جیسے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم
اللہ وجہ نے فرمایا ہے، سلونی عن طرف السموات فانی اعلم بها طرف الارض یعنی تم مجھ سے آسمان کے کنارے
کے بارے میں دریافت کرو پس میں اُس سے زیادہ زمین کے کنارے کا علم رکھتا ہوں۔ امام کو علم لدنی سے واقف ہونا
چاہیے۔ امت کو جاہل امام کی ضرورت نہیں ہے۔



حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ صاحبِ علم اور صاحبِ کمال صحابی تھی اسی بنا پر اُن کی اقتدا کا حکم ہوا
النایب کا لنوب یعنی نائب ایسا ہی ہے جیسے نائب کیا ہوا ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک یہودی آیا اور حضرت ابو بکرؓ سے کہا، میں آپ سے ایسی باتیں
دریافت کر رہا ہوں جو ولی اور نبی بھی نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ یہودی نے دریافت کیا۔ وہ
شے جو اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہے کیا ہے؟ وہ شے جو خاص اس کے لیے نہیں ہے کیا ہے؟ وہ شے جس کا اللہ تعالیٰ کو علم نہیں
ہے کیا ہے؟ حضرت ابو بکرؓ سوچ میں پڑ گئے، آپ اسی سوچ میں تھے کہ حضرت علیؓ شریف لے آئے اور تردد کا سبب دریافت
کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے یہودی کے سوالات بیان کیے۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ وہ بات جو اللہ نہیں جانتا وہ تمہارا یہ قول ہے کہ
عزیز علیہ السلام ابن اللہ ہیں۔ وہ شے جو اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہے وہ ظلم ہے۔ اس کی ذات میں ظلم نہیں ہے۔ وہ شے جو
خاص اللہ کے لیے نہیں ہے شرک ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ط (ترجمہ: اس کی مثل کی کوئی چیز نہیں
وہ (ہر بات) سننے والا (ہر چیز) دیکھنے والا ہے) یہودی نے کلمہ پڑھا اور اسلام لے آیا۔

دنیوی امام وہ ہے جو عدل اور مہربانی کی خوبیوں سے موصوف ہو۔ جملہ کائنات کو آخرت کا وسیلہ جانتا ہو، اور عادل
بادشاہوں میں جو خوبیاں ہوتی ہیں ان پر عامل ہو۔

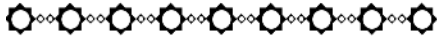
تولّا اور تبرّا کا ذکر

سید اشرف جہاں گیرؒ نے فرمایا، تبرّا اور تولّا بندے کی دو صفیتیں ہیں۔ اسلام کا وجود اس صورت پر قائم ہوتا ہے جو لوگوں
کے تصور میں ہوتی ہے (ان دو صفیتوں پر اسلام کا وجود قائم ہے) تبرّا سے مراد امرِ باطل سے روگردانی اور تولّا سے امرِ حق کی
جانب متوجہ ہونا ہے۔ باطل پر وہ شخص ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کے علم سے انکار کرتا ہے اور حق پر وہ ہے جو اللہ
اور رسول پر ایمان لاتا ہے اور اوامر و نواہی سے غمگین نہیں ہوتا۔ یہ تولّا اور تبرّا کا صحیح مفہوم ہے۔ اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو
روافض اخذ کرتے ہیں۔ وہ امیر المؤمنین علیؓ کو دوسرے اصحاب (رضی اللہ عنہم) پر ترجیح اور فضیلت دیتے ہیں۔ وہ حضرت علیؓ کو
قبول کرتے ہیں۔ اور دوسروں سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ حق پر اور دوسرے باطل پر ہیں۔ یہ کھلم کھلا
بڑائی جتلانا ہے حالانکہ صحابہؓ کی شان میں آیات و احادیث موجود ہیں۔

كما قال النبي صلى الله عليه وسلم، اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم يعني جيسے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے، میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں اس لیے تم ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے تو ہدایت پا

ط پارہ ۲۵۔ سورہ الشوریٰ، آیت ۱۱۔

ط یہ ملفوظ عربی عبارت میں فارسی ترجمے کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ مترجم نے فارسی ترجمے سے اردو ترجمہ کیا ہے عربی عبارت نقل نہیں کی۔



جاؤ گے۔

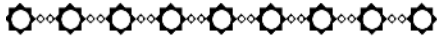
یہ فقیر بعض رافضیوں سے ملا ہے جو حضرت علیؑ کی محبت میں بہت زیادہ غلو کرتے تھے اور اپنی جہالت پر مصر تھے میں کہتا ہوں کہ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل و اکمل تھے اور روافض ترجیح و تفضیل کے قائل ہیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسروں سے تبرائیں کی جیسے روافض حضرت علیؑ کی محبت میں دوسروں سے تبرا کرتے ہیں (اُن کا یہ عمل حضرت علیؑ کے خلاف ہے) میں کہتا ہوں کہ تمام علما کا اس پر اتفاق ہے کہ محبت کرنے والے کے دین کا راستہ محبوب کے تابع ہوتا ہے اور وہ کامل جب ہوتا ہے جب وہ اپنے محبوب کی صفات حمیدہ کو اپنے اندر پیدا کر لے۔ ایسا شخص خدا اور رسول کا محبوب بن جاتا ہے۔ علیہ السلام

ایک روز سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ کہیں جا رہے تھے۔ آپ کے ایک مرید نے آپ کے پیچھے آپ کے قدم پر قدم رکھ کر چلنا شروع کر دیا۔ بایزید نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مرید کی صورت نظر آئی۔ آپ نے فرمایا اے عزیز کیا کر رہے ہو؟ اس نے عرض کی کہ آپ کے قدم پر قدم رکھ کر چل رہا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ آپ نے فرمایا، خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تو بایزید کے عمل کی متابعت میں اس کی کھال اپنے جسم پر پیوست کر لے تو تجھے کوئی نفع نہ ہوگا۔ صحابہؓ کے بقیہ مناقب ان شاء اللہ صحابہ اور خلفائے راشدین سے متعلق لطیفے میں بیان کیے جائیں گے۔

دنیا سے تعلق اور موانع کا بیان

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ ہر گروہ کے دنیاوی معاملات اور اُن سے علاحدگی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اہل شریعت دنیاوی مال و منال اور اسباب کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اہل طریقت کو جاہ و صدارت اور مناصب اچھے لگتے ہیں۔ اہل معرفت جو اس راہ کے منتہی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو دنیا سے تعلق اور اللہ کی یاد سے مانع خیال کرتے ہیں۔ وہ تجرید و تفرید کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اس گروہ کے معاملات بھی عجیب و غریب ہیں۔ ان کے درمیان وہ لوگ بھی ہیں جو جاہ و منصب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جن کے نزدیک جاہ و منصب کی آرزو طلب دنیا ہے اور وہ بھی ہیں جن کے نزدیک کمالات الہی کا حاصل کرنا لانا انتہا مقامات کے وصول کا ذریعہ ہے۔

مقتدا کے لیے کسی قدر تجمل اور شان و شوکت بھی ضروری ہیں کہ یہ اس کے اصحاب کے دلی اطمینان کا ذریعہ ہوتے ہیں اور مریدین کی یکسوئی کا سبب بھی بنتے ہیں جیسے کہ متقدمین اولیاء و اصفیاء بھی صاحب تجمل تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض بزرگوں کے پاس اس قدر مال و منال اور آلات و اسباب تھے کہ دنیاوی اہل دولت کو ان پر رشک آتا تھا۔



نقل ہے کہ ایک قلندر کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اونٹوں کی ایک قطار اس کے سامنے سے گزری۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ اونٹ کس کے ہیں؟ جواب ملا کہ یہ اونٹ شیخ الاسلام کے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد اونٹوں کی دوسری قطار نمودار ہوئی۔ قلندر نے دریافت کیا کہ یہ اونٹ کس کے ہیں؟ جواب ملا کہ یہ بھی شیخ الاسلام کے ہیں۔ اس طرح شان و شوکت کی بہت سی چیزیں اور بہت سے غلام اس کی نظر سے گزرے اور وہ سب شیخ الاسلام سے منسوب تھے۔ جب قلندر ان مال و اسباب کے نزدیک پہنچا تو اس نے حیرت زدہ ہو کر وہ لنگی جو اس کے جسم پر تھی اتار کر پھینک دی کہ شاید یہ بھی شیخ الاسلام کی ہوگی۔ تھوڑا راستہ طے کرنے کے بعد قلندر پر نیند کا غلبہ ہوا، اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ قیامت کے میدان میں ہے اور لوگوں کا حساب کتاب ہو رہا ہے۔ اسی اثنا میں کوئی شخص اس کے پاس آیا اور اس سے دس درم طلب کیے۔ قلندر حیران ہوا کہ یہاں میدانِ قیامت میں دس درم کہاں سے حاصل کرے۔ جب وہ بہت پریشان ہوا تو اس نے دیکھا کہ میدان میں شیخ الاسلام نمودار ہوئے اور اس کی پریشانی دیکھ کر دریافت کیا کہ تم کیوں پریشان ہو؟ کیا ضرورت درپیش ہے؟ قلندر نے سارا ماجرا بیان کیا۔ شیخ الاسلام نے اپنی جیب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جو کچھ چاہو اس میں سے لے لو۔ قلندر نے جیب سے دس درم نکال لیے تب شیخ الاسلام نے کہا، اے درویش ہمیں مالِ دنیا سے کوئی تعلق نہیں صرف اس دن کے لیے مال جمع کیا تھا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے شیخ سعید ابو الخیر کے بارے میں فرمایا کہ اُن کے مال و دولت جمع کرنے کا حال مشہور ہے جس طرح شیخ الاسلام نے مذکورہ قلندر سے کہا تھا، حضرت ابو سعید ابو الخیر بھی فرماتے تھے کہ میں نے طویلے کی میخ زمین میں گاڑی ہے اپنے دل میں نہیں گاڑی۔ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک ہزار گھوڑے ایک درویش پر نثار کر دیے تھے۔